بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۱۹

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام مینیجر الفضل ہو

الفضل

روزنامہ — قادیان

خطبہ نمبر ۱۹۴۱

یوم پنجشنبہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت ایک آنہ

جلد ۲۹ | ۲۰۔ ماہ نبوت ۱۳۲۰ ہش | ۲۹۔ ماہ شوال ۱۳۶۰ ھ | ۲۰۔ ماہ نومبر ۱۹۴۱ء | نمبر ۲۶۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸۔ ماہ نبوت ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت کل کی طرح ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ نیز آپ کو سر درد کی شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

افسوس مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آج وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے نماز جنازہ پڑھائی مرحوم موصی نہ ہونے کی وجہ سے عام قبرستان میں دفن کئے گئے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

آج ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے کی ہمشیرہ نور بیگم صاحبہ کا نکاح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے میاں مبارک احمد صاحب ابن مستری فیض احمد صاحب آف جموں سے ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

خطبہ جمعہ

جہادِ اکبر کو کسی وقت بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے

دینی تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۱۴۔ ماہ نبوت ۱۳۲۰ ہش

مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

لڑائیاں

اس وجہ سے کہ ان میں ہزاروں۔ لاکھوں انسان بعض دفعہ مارے جاتے ہیں۔ ہزاروں۔ لاکھوں خاندان برباد ہو جاتے ہیں۔ ہزاروں۔ لاکھوں عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں۔ اور ہزاروں۔ لاکھوں بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ نہایت ہی مکروہ ناپسندیدہ اور خطرناک سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن جب لڑائی کی غرض لڑائی کو دور کرنا ہو۔ اور

جنگ دفاعی

ہو۔ تو وہی اچھی بھی جاتی ہے۔ جیسے اسلام میں جہاد کا حکم ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ دفاع نہایت ضروری چیز ہے۔ اس کے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اور دنیا سے ظلم کو روکا نہیں جا سکتا۔ جب تک دنیا میں ایسے انسان موجود ہیں۔ جو طاقت پر گھمنڈ کرتے ہیں جو اس امر کا فرق محسوس نہیں کرتے کہ دنیا میں اصل طاقت اخلاق کی ہے۔

جنگ ضروری ہے

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں ایک مضبوط اور تندرست آدمی کبھی کمزور آدمی سے لڑ پڑتا ہے۔ یا کسی بچے سے اس کا جھگڑا ہو جاتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ میں ایک تھپڑ مار کر تمہارے سارے دانت نکال دوں گا۔ مجھے اس فقرہ پر ہمیشہ حیرت ہوتی ہے۔ کہ یہ کہنے والا شخص یہ نہیں سمجھتا۔ کہ اس کا زور آور یا طاقت ور ہونا اس کی اخلاقی فضیلت کی دلیل نہیں چونکہ وہ طاقت ور ہے۔ اس لئے لازمی طور پر اس کی ضرب زیادہ زور سے پڑے گی۔ اور جو کمزور ہے۔ اس کی ضرب کم زور سے پڑے گی۔ طاقت ور کی ضرب کا زور سے پڑنا اس کی کوئی فضیلت نہیں۔ لوہا اگر پیتل پر۔ یا تانبے پر۔ یا ٹین پر ڈالا جائے۔ تو اسے کچل دے گا۔ اور یہ لوہے کی کوئی فضیلت نہیں۔ جو تعریف کے قابل ہو۔ پس طاقتور انسان کا کمزور کو کہنا کہ میں تمہیں ایسا ماروں گا۔ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ گویا اس کا طاقتور ہونا اس کے نزدیک کوئی ایسی فضیلت ہے۔ جو اسے اخلاقی فضیلت بخش دیتا ہے۔ اور ایسا خیال

بڑی حماقت

ہے۔ ہاں اگر وہ یہ ثابت کر دے۔ کہ میں مظلوم ہوں۔ اور میرا مدمقابل ظالم ہے تو یہ ایسی فضیلت ہے۔ جس کے مقابلہ میں دشمن نہیں بول سکتا۔ کیونکہ اس کا مظلوم بننا بھی اس کے اختیار میں تھا۔ اور اس کے مدمقابل کا ظالم بننا بھی اس کے اختیار میں تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جو شخص جان بوجھ کر مظلوم بنتا ہے۔ وہ زیادہ قیمت پاتا ہے۔ بہ نسبت اس کے جو جان بوجھ کر ظالم بنتا ہے ایک شخص میں اتنی طاقت ہے۔ کہ وہ تھپڑ کے مقابلہ میں تھپڑ مار سکے لیکن اگر شخص اگر تھپڑ کھا کر آگے سے مارتا نہیں۔ تو وہ مظلوم ہے۔ قانون بھی اگر وہ منصف لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس کی تائید میں ہوگا۔ مگر اس کے علاوہ یہ بات بھی اسے حاصل ہوگی۔ کہ خدا تعالےٰ کی کتاب میں اس کے نام ثواب لکھا جائے گا۔ اور ہر شخص کہے گا۔ کہ

تھپڑ کا حق

اسے دلایا جائے۔ پس علاوہ اس کے کہ قانون بھی تھپڑ مارنے والے کو سزا دے گا خدا تعالےٰ کے ہاں بھی اس مظلوم کے نام ثواب لکھا جائے گا۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص کمزور ہو۔ اور اس کا مدمقابل طاقت ور ہونے کے اسے مار ہی نہ سکتا ہو۔ اور اس کا آگے سے نہ مارنا اس کی کمزوری کی وجہ سے ہو۔ ایسی صورت میں اگر وہ

لوگوں کے سامنے شکوہ و شکایت

کرتا پھرتا ہے۔ تو گو اللہ تعالےٰ اس کا بدلہ لے گا۔ اور دنیا بھی اس کے ساتھ انصاف کرے گی۔ مگر اسے ثواب حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس نے کوئی قربانی نہیں کی۔ گو اس نے مدمقابل کو مارا نہیں مگر اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس میں مارنے کی طاقت ہی نہ تھی۔ لیکن فرض کرو۔ وہ تھپڑ تو نہیں مار سکتا تھا۔ مگر شکوہ شکایت کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے خیال کیا۔ کہ مجھے چاہیئے۔ کہ اچھا نمونہ پیش کروں۔ اور

دنیا سے فساد کا خاتمہ

کروں۔ اور اس لئے خاموش رہا۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ وہ مارنے والے کو گالی بھی نہ دے گا۔ اور لوگوں میں اس کی بدنامی بھی نہ کرے گا۔ تو باوجود اس کے کہ اس نے مدمقابل کو نہیں مارا۔ اور باوجود اس کے کہ وہ مار نہیں سکتا تھا۔ پھر بھی اسے ثواب حاصل ہوگا۔ کیونکہ گو وہ مار تو نہ سکتا تھا۔

مگر اسے بدنام کرکے کچھ نہ کچھ بدلہ تو لے ہی سکتا تھا۔ مگر وہ بھی اس نے نہیں لیا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کے ہاں اسے ثواب حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کہیگا۔ کہ یہ جتنا بدلہ لے سکتا تھا اتنا بھی اس نے نہیں لیا۔ نہ صرف یہ کہ قانون اس کا حق اسے دلوائے گا۔ نہ صرف یہ کہ خدا تعالےٰ اس پر ظلم کرنے والے کو سزا دے گا۔ بلکہ اس کے علاوہ اسے ثواب بھی لے گا۔ لیکن فرض کرو وہ گونگا بھی تھا اور بول بھی نہ سکتا تھا۔ اور اس وجہ سے اس نے نہ تو تھپڑ کا جواب تھپڑ سے دیا۔ اور نہ زبان سے کسی کے پاس شکایت کی۔ لیکن دل میں کہتا رہا کہ تم مجھ سے طاقت ور تھے اس لئے مار لیا۔ اگر مجھ میں بھی طاقت ہوتی۔ یا میرے بھائی بند اور عزیز رشتہ دار یہاں ہوتے تو میں بھی ضرور بدلہ لیتا۔ یا اگر میری زبان ہوتی تو تمہیں سارے جہان میں بدنام کر دیتا۔ تو گو اس نے بدلہ لیا نہیں۔ مگر پھر بھی اسے کوئی ثواب نہ ہوگا۔ کیونکہ گو وہ بدلہ لیتا نہیں۔ مگر

بدلہ لینے کی خواہش

ضرور دل میں کرتا ہے۔ اور انتقام کے جذبات کی پرورش کرتا رہتا ہے۔ تو گو اس کا بدلہ خدا تعالےٰ لے گا۔ قانون بھی اسے مارنے والے کو سزا دلوائے گا۔ مگر خدا تعالےٰ کی بارگاہ میں اسے کوئی ثواب حاصل نہ ہوگا لیکن فرض کرو اس نے مقابلہ پر ہاتھ نہیں اٹھایا اور نہ وہ اٹھا سکتا تھا۔ اور بدنام بھی نہیں کیا۔ اور نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس کی زبان نہ تھی۔ مگر وہ دل میں کہہ سکتا تھا کہ گو مجھے طاقت نہیں تھی۔ کہ میں مقابلہ کر سکتا۔ گو میرے رشتہ دار نہ تھے کہ جن کی مدد سے میں بدلہ لے سکتا۔ گو میری زبان نہ تھی کہ میں بدنام کر سکتا۔ لیکن اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو بھی میں مقابلہ نہ کرتا۔ اگر میری زبان ہوتی تو بھی میں اسے بدنام نہ کرتا۔ تو اس صورت میں وہ خدا تعالےٰ کے ہاں ثواب پانیوالا ہوگا۔ کیونکہ وہ دل میں تو اپنا غصہ نکال سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ غرض

مظلوم بننا ظالم بننے سے بدرجہا بہتر ہے

اور نہ صرف دنیا میں نیک بناتا بلکہ آخرت میں بھی عزت بخشتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہمیشہ عفو اسی صورت میں ظاہر ہونا چاہیئے۔ کہ ظالم کا مقابلہ نہ کیا جائے۔ کیونکہ تجربہ بتاتا ہے۔ کہ دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو عفو سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ ان کے اعمال دُنیا کے امن کو برباد کرنے والے اور نیکیوں کو مٹانے والے ہو جاتے ہیں۔ پس جب تک دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو ظلم کرنے میں خوش ہوتے ہیں۔ اور متواتر عفو کے نتیجہ میں شرارتوں میں بڑھتے جاتے ہیں۔ اس وقت تک

جنگ کی ضرورت

بھی باقی رہے گی۔ اور دین یہی ہے۔ کہ ایسے موقعہ پر صبر نہ کرو۔ موجودہ جنگ کو دیکھ لو۔ جرمنی نے دوسری طاقتوں کو جنگ کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ اور اس وقت رحم اسی میں ہے کہ تلوار اٹھائی جائے بخشش اسی میں ہے کہ دفاع کیا جائے مگر ایسے وقت میں بھی جنگ بہترین چیز نہیں گو اچھی ہے۔ حتیٰ کہ جہاد بھی بہترین نیکی نہیں گو وہ اعمال میں سے اعلےٰ درجہ کا عمل ہے۔ مگر

اعلےٰ سے اعلےٰ نہیں

ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک جنگ سے واپس ہوئے تو فرمایا۔ جہاد اصغر ہو چکا۔ اب آؤ جہاد اکبر میں معروف ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ جہاد اکبر کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا جہاد اکبر اپنے

نفسوں کا جہاد

ہے۔ پس گو لڑائی کا جہاد بڑی اعلےٰ چیز ہے۔ حتیٰ کہ جو اس میں شامل نہ ہو۔ وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ مگر یہ سب نیکیوں سے اعلےٰ نہیں۔ اعلےٰ درجہ کا جہاد وہ ہے۔ جو انسان شیطان سے کرے شیطان سے لڑائی اللہ تعالےٰ کے نزدیک زیادہ قابلِ قدر ہوتی ہے۔ اور جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود فیصلہ فرما دیا کہ جہاد اکبر کیا ہے۔ اور آپ نے اپنا نمونہ اس بارہ میں دکھا دیا۔ تو ہماری جماعت کے

دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے

کہ ان کے لئے اصل جہاد نفس کے ساتھ جہاد ہی ہے۔ اس وقت لڑائی ہو رہی ہے۔ بڑے خطرات کا وقت ہے۔ میں بھی یہی کہتا رہتا ہوں۔ کہ جو لوگ جنگ میں جا سکیں۔ وہ جائیں اور جنگ میں شریک ہوں۔ رشتہ دار اور دوست بھی کہتے ہیں کہ جاؤ گورنمنٹ بھرتی کر رہی ہے۔ اس میں شریک ہو جاؤ۔ یہ لڑائی گو دینی نہیں مگر برطانیہ جو لڑائی لڑ رہا ہے۔ وہ چونکہ جہاں تک برطانیہ کا تعلق ہے۔

مظلومیت کی لڑائی

ہے۔ اس لئے اس میں حصہ لینا بھی ثواب کا موجب ہے۔ پھر بھی جہاد اکبر کے مقابلہ میں اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ اگر دینی جہاد ہوتا تو اس میں حصہ لینے والے تو بہت ہی زیادہ ثواب کے مستحق ہوتے۔ مگر پھر بھی جہاد اکبر جیسا درجہ اس کا نہ ہو سکتا بے شک اس وقت لڑائی کی وجہ سے بہت معروفیت ہے۔ جو لوگ اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ وہ ہر وقت معروف رہتے ہیں۔ اور ہر طرف اس لڑائی کی وجہ سے شورش اور ہنگامہ بپا ہے۔ مگر پھر بھی ہمارے دوستوں کو اس کی وجہ سے جہاد اکبر کو کسی وقت بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس شخص سے زیادہ احمق کون ہو سکتا ہے۔ جو چھوٹی چیز کے لئے بڑی کو قربان کر دے۔

اللہ تعالےٰ نے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور پہلے انبیاءؑ کے ذریعہ بھی یہ اطلاع دی تھی۔ کہ

آخری زمانہ میں شدید جنگیں

انسانوں کی انسانوں کے ساتھ ہوں گی۔ وہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلکہ پہلے انبیاءؑ نے یہ خبر بھی دی تھی کہ اس زمانہ میں مسیح موعود کی فوجوں کی

شیطانی طاقتوں کے ساتھ جنگ

ہوگی۔ بنی اسرائیل کے انبیاء کے علاوہ حضرت زرتشت کی بھی ایسی پیشگوئی موجود ہے ان کے ایک شاگرد جاماسپ نام گزرے ہیں۔ جو ان کے داماد بھی تھے۔ انہوں نے پیشگوئیوں کی ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں ان کی اپنی پیشگوئیاں بھی ہیں۔ اور حضرت زرتشت کی بھی۔ اس میں لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں

ایک موعود

آئے گا۔ آسمان سے فرشتے اس کی مدد کو اتریں گے۔ اور تمام شیطان بھی اکٹھے ہوں گے۔ اور پھر ان میں آخری لڑائی ہوگی۔ جس میں شیطان مارا جائے گا۔ پس ہمیں اس ظاہری لڑائی کے شور و شغب میں باطنی لڑائی کو جو

ہماری اصل لڑائی

ہے۔ کسی وقت بھی نہیں بھولنا چاہیئے ہماری جماعت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم ہر وقت جنگ کے میدان میں ہیں۔ یہ لڑائیاں تو ہمیشہ نہیں رہتیں۔ گزشتہ جنگ سے قبل امن تھا۔ پھر اس کے بعد قریباً چوبیس سال امن رہا۔ مگر

مومن کی لڑائی

شیطان کے ساتھ ہر وقت جاری رہنی چاہیئے۔ اور مومن کے لئے وہ لڑائی بہت زیادہ اہم ہونی چاہیئے۔ جو اخلاق یا اصول کے لئے اپنے نفس یا شیطان کے ساتھ لڑنی پڑے۔

یہ لڑائی جو اس وقت روس میں ہو رہی ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ وہاں لڑنے والے لوگ رات کو آرام سے سو جاتے ہوں گے۔ یا وہاں اپنا کاروبار کرتے رہتے ہوں گے۔ کوئی وہاں چھابڑی اٹھائے پھرتا ہوگا۔ کوئی گنڈیریاں بیچتا ہوگا۔ کوئی کپڑا فروخت کرتا ہوگا۔ وہاں تو

ایک منٹ کی فرصت نہیں

ملتی۔ بعض خبروں سے پایا جاتا ہے۔ کہ سپاہیوں کو چھ چھ سات سات دن سونے کا موقعہ نہیں ملتا۔ ذرا غور کرو۔ جہاں اتنے ٹینک ہوں۔ اور جہاں سینکڑوں ہزاروں موٹریں اور لاریاں حملہ کرنے کے لئے ادھر سے ادھر پھر رہی ہوں وہاں اگر کوئی فوج سونا چاہے بھی تو کیسے سو سکتی ہے۔ اور کتنا پیچھے ہٹ کر

سو سکتی ہے۔

ٹینکوں کی رفتار

بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ پھر بھی وُہ آٹھ نو میل فی گھنٹہ چلتے ہیں۔ گویا چار گھنٹے میں وُہ ۳۶ میل تک بڑھ جاتے ہیں۔ اب اگر کسی فوج کو چار گھنٹے آرام کا وقت مل بھی جائے۔ تو وُہ کہاں اتنا پیچھے ہٹ کر سو سکتی ہے۔ کہ جہاں کم سے کم اس عرصہ میں

ٹینکوں کے پہونچنے کا اندیشہ

نہ ہو۔ فرض کرو۔ کسی محاذ پر ایک ہزار سپاہی لڑتے ہیں۔ ان میں سے اگر پانسو کو فارغ بھی کردیا جائے۔ کہ کچھ وقت آرام کرلیں۔ تو وُہ کتنا پیچھے ہٹ کر سو سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ سو دوسو گز پیچھے ہٹ کر سو سکتے ہیں۔ اب اگر وُہ اتنے فاصلہ پر سونے کی کوشش بھی کریں۔ تو نیند نہ آئے گی۔ کیونکہ یہی دھڑکا رہے گا۔ کہ ابھی ٹینک آئیں گے اور ہمارے اُوپر سے گزر جائیں گے۔ اور اگر چار گھنٹے آرام کا وقت ہو۔ تو ایک دو گھنٹے تو اسی ادھیڑ بن میں گزر جائیں گے۔ پھر جہاں اتنے زور سے توپیں چل رہی ہوں۔ وہاں نیند کیسے آسکتی ہے۔

پہلے زمانہ کی لڑائیاں

ایسی نہ ہوتی تھیں۔ بلکہ لڑائی صبح شروع ہو کر شام کو ختم ہو جاتی تھی۔ صحابہؓ کرام کی لڑائیوں میں سے غزوہ خندق سب سے لمبی تھی۔ اور یہ پندرہ روز تک رہی تھی۔ اور صحابہ رضؓ شکایت کرتے تھے۔ کہ اس لڑائی میں ہماری نیندیں حرام ہوگئیں۔ مگر اس وقت جو جہنم کھل گئی ہے۔ اس کا ذرا اندازہ کرو۔

روس میں لڑائی شروع ہوئے قریباً چار ماہ کا عرصہ ہوگیا ہے۔ اور اس عرصہ میں ایک دن بھی تو کسی کو آرام سے سونا نصیب نہیں ہوسکا۔

آرام کی نیند

تو کوئی اسی صورت میں سو سکتا ہے۔ کہ میدان سے ڈیڑھ دو سو میل پیچھے ہٹ کر سوئے۔ کیونکہ اگر بارہ گھنٹہ کی بھی رات ہو۔ تو ٹینکوں کے راتوں رات چھیانوے۔ بلکہ ایک سو آٹھ میل تک تو پہونچ جانے کا احتمال رہتا ہے اور اتنے فاصلہ تک تو اطمینان کی نیند نہیں آسکتی۔ کیونکہ ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔ کہ معلوم نہیں۔ کب ہمارا مورچہ ٹوٹ جائے۔ اور

دُشمن کے ٹینک

آگے بڑھ آئیں۔ پھر ٹینکوں کے علاوہ ہوائی جہاز ہیں۔ گو ان کے حملوں سے ایسی تباہی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وُہ کسی کسی جگہ بم پھینکتے ہیں۔ اور بیچ میں بڑے بڑے شگاف رہ جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان کے حملوں کا خطرہ لاحق رہتا ہے لنڈن پر جن دنوں ہوائی حملے ہوتے تھے۔ لوگ ہر شب خندقوں میں جاکر بسر کرتے تھے۔ اور جو گھروں میں بھی سوتے۔ وُہ معمولی بستر لے کر سوتے تھے۔ اور جونہی حملہ کا الارم ہوتا۔ بستر بغل میں دبا کر پناہ گاہ میں چلے جاتے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسے حالات میں آرام سے اپنا کام کاج کرنا تو الگ رہا۔ سونے کا بھی موقعہ نہیں مل سکتا۔ بلکہ

کھانے پینے

کا بھی نہیں۔ وہاں لڑنے والے کتنی تکلیف کے ساتھ کھاتے پیتے ہوں گے۔ اوّل تو ہر جگہ اشیائے خورد نوش کا پہونچنا مشکل ہے۔ بعض جرمن سپاہی جب پکڑے گئے۔ تو معلوم ہُوا۔ کہ وُہ چھ۔ سات روز کے بھُوکے تھے۔ جو فوجیں اپنے مرکز سے ہزار دو ہزار میل کے فاصلہ پر لڑ رہی ہوں۔ ان تک ہر روز کھانے پینے کا سامان پہونچانا کتنا مشکل ہے۔ ذرا سوچو تو سہی۔ کہ قادیان والوں کو پشاور میں لے جاکر کھانا کھلانا پڑے۔ تو کیا حال ہو۔ بے شک لاریاں اور موٹریں ہیں۔ مگر پھر بھی سپلائی کے انتظام میں خلل پڑ سکتا ہے

اپنے جلسہ سالانہ پر

ہی قیاس کرلو۔ مَیں نے دیکھا ہے۔ اگر چند سو۔ یا ہزار لوگوں کو کھانا ملنے میں دیر ہو جائے۔ تو ہمیں سخت پریشانی ہوتی ہے۔ میری طرف سے دفتر کو۔ اور دفتر کو میری طرف رقعہ پر رقعہ بھجوانا پڑتا ہے۔ انسپکٹر ادھر سے اُدھر دَوڑتے ہیں

نگران عملہ پریشان

ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ گھنٹوں میں جا کر اس کمی کو پُورا کیا جاسکتا ہے۔

رُوس اور جرمنی کی اس جنگ میں بعض اوقات پچاس پچاس لاکھ سپاہیوں نے حصّہ لیا ہے۔

ایک کروڑ

سپاہیوں کو مرکز سے ہزار میل کے فاصلہ پر کھانا پہونچانا کس قدر مشکل ہے اس کا اندازہ کرو۔ پھر کئی لوگ لشکر سے الگ بھی ہو جاتے ہیں۔ بیچ میں دُشمن گھس آتا ہے۔ اور اس طرح ان تک، تو کھانے پینے کی کسی چیز کا پہونچنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ گویا جو لوگ اس لڑائی میں شریک ہیں۔ ان کے لیئے اپنا کوئی کام کرنا تو الگ رہا۔

کھانا پینا بھی مشکل

ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی لڑائی جاری ہے۔

لیکن اللہ تعالےٰ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے۔ کہ ہمیں اس نے اجازت دی ہے۔ کہ اپنے کام کاج بھی کرو۔ تجارت اور زمینداری بھی کرو۔ کھاؤ پیئو بھی۔ اور پھر کچھ وقت نکال کر شیطان کے ساتھ جنگ بھی کرو۔ گو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلکہ تمام پہلے انبیاء نے خبر دی ہے۔ کہ یہ لڑائی پچھلی تمام جنگوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ لیکن اس کے لیئے بہت تھوڑا وقت لگانا پڑتا ہے۔ مگر کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ ہم سے بہت ہیں۔ جو پھر بھی پروا نہیں کرتے۔

میں نے نہایت افسوس کے ساتھ دیکھا ہے۔ کہ

بعض احمدی

ابھی ایسے ہیں۔ کہ یُوں تو سچ بولتے ہیں۔ مگر جب ان پر یا ان کی اولاد یا رشتہ داروں پر کوئی الزام آئے۔ یا کوئی اعتراض ہو۔ تو جھُوٹ بولنے لگ جاتے ہیں۔ اور لوگوں پر رُعب ڈالتے ہیں۔ کہ ہمارے حق میں گواہی دو۔ حالانکہ قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے۔ کہ گواہی ہمیشہ سچی دو۔ خواہ وُہ تمہارے نفسوں پر ہو۔ یا تمہارے ماں باپ۔ یا اولاد پر۔ ایسے لوگ

خدا تعالےٰ کے سپاہی

ہونے کا دعوےٰ کیسے کرسکتے ہیں۔ وُہ تو اس وقت شیطان کے سپاہی ہوتے ہیں۔ خدا کا سپاہی تو وُہ ہے۔ جو کسی حالت میں بھی صداقت کو نہ چھوڑے بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ ان میں کوئی اتنی بڑی سزا بھی نہیں ہوسکتی۔ مگر پھر بھی میں نے دیکھا ہے۔ کہ بعض احمدی ایسے ہیں۔ کہ جب ان کے بیٹے پر۔ یا بھائی پر یا باپ پر۔ یا بیوی پر۔ یا کسی اور رشتہ دار پر کوئی الزام آئے۔ تو وُہ یہی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اسے

بے قصُور ثابت کریں

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بظاہر ان کی عقل۔ اور ان کا نفس یہی کہتا ہے۔ کہ ان کا عزیز قصُور وار نہیں اور وُہ سمجھتے ہیں۔ کہ وُہ مجرم کی امداد نہیں کر رہے۔ مگر در اصل ان کے نفس کا یہ فیصلہ ان کے تعصّب کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور اس لیئے وُہ خدا تعالےٰ کے نزدیک گناہ گار ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے دل میں ایسے تعصّب کو جگہ دی۔ جس سے وُہ حقیقت کو سمجھنے سے محروم ہوگئے۔ اور جس کی وجہ سے وُہ

اپنے عزیز کے جرم کو

دیکھنے کی توفیق نہ پاسکے۔ بعض اوقات بعض دُوسرے لوگ بھی سمجھتے ہیں۔ کہ وُہ بری ہے۔ مگر در حقیقت وُہ بری نہیں ہوتا۔ اور اگر صرف اپنے یا کسی کے یہ خیال کرلینے سے کہ فلاں شخص بَری ہے۔ اس کے واقعی بَری ہونے کا اصُول صحیح تسلیم کرلیا جائے۔ تو اس کا

کیسا خطرناک نتیجہ

نکل سکتا ہے۔ کیا وہ لاکھوں کروڑوں ہندو اور عیسائی جو سمجھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے نہیں ہیں۔ اور ان کا مذہب ہی سچا ہے۔ ان کو خدا تعالےٰ سزا نہیں دے گا۔ اسلام یہی بتاتا ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ سزا دے گا خدا تعالےٰ ان سے کہے گا۔ کہ بے شک تم سچا نہ سمجھتے تھے۔ مگر جب میں نے ایسے ذرائع تمہارے لئے مہیا کر دیئے تھے۔ کہ تم سچائی کو سمجھ سکتے تھے۔ تو پھر کیوں نہ سمجھا۔ اور ان ذرائع سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا۔ وہی شخص سزا سے بچیگا۔ جو واقعہ میں معذور تھا۔ اور جس تک صداقت نہ پہونچ سکی۔ اسی طرح جو شخص اپنے کسی عزیز رشتہ دار کے بارہ میں

صداقت کو معلوم کرنے والے ذرائع کو استعمال

میں لا کر حقیقت کو معلوم نہیں کرتا۔ وہ خواہ خود یہی سمجھتا ہو۔ کہ اس کا عزیز اس الزام سے بری ہے۔ اور اس لئے اس کی مدد کرنے میں گناہ نہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کے حضور وہ گنہگار ہے۔ آپ لوگوں میں سے کتنے ہیں جو غیر احمدیوں میں سے نکل کر آئے ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں کہ غیر احمدیوں میں اکثر ایسے لوگ ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقعی (نعوذ باللہ) جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پھر کیا اس وجہ سے وہ مجرم نہیں۔ کیا اللہ تعالےٰ انہیں سزا نہیں دے گا۔ دیگا اور ضرور دے گا اور وہ ان سے کہے گا۔ کہ گو تم جھوٹا سمجھتے تھے۔ مگر لیکھرام کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے بعد تم نے کس طرح جھوٹا سمجھا۔ آتھم کی پیشگوئی کے بعد کس طرح سمجھا آپ کی پیشگوئیوں کے ماتحت زلزلے آنے کے بعد کس طرح جھوٹا سمجھا۔ اور اس طرح آپ کی

صداقت کا ایک ایک نشان

بیان کرنے کے بعد دریافت کرے گا۔ کہ اس کے ہوتے ہوئے تم کس طرح آپ کو جھوٹا سمجھتے رہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ یہ بھی کہے گا کہ بے شک تم اپنے بیٹے یا بھائی یا باپ یا کسی اور رشتہ دار کو مجرم نہیں سمجھتے تھے۔ مگر فلاں فلاں مومن گواہ تھے۔ فلاں واقعات تھے جن سے صداقت معلوم ہو سکتی تھی۔ تم نے کیوں معلوم نہ کی۔ صداقت معلوم ہو سکنے کے ذرائع ہونے کے باوجود جو ان سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ وہ یقیناً مجرم ہے۔ سورج طلوع ہونے کے بعد بھی جو شخص خود اپنے دروازے اور کھڑکیاں بند کرے۔ اور کہے ابھی رات ہے کیا تم اسے مجرم نہ کہو گے۔ پس یہ کوئی دلیل نہیں کہ چونکہ تمہارا نفس کہتا ہے۔ کہ تمہارا بھائی یا بیٹا یا کوئی اور رشتہ دار سچا ہے۔ اسلئے وہ ضرور سچا ہے مگر میں نے دیکھا ہے ہم میں ایسے احمدی ہیں جو محض اس وجہ سے کہ کسی سے ان کی رشتہ داری ہوتی ہے۔ جب اس پر کوئی الزام آتا ہے تو خواہ مخواہ اس کی تائید کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اپنے نفس کو اس طرح تسلی دے لیتے ہیں۔ کہ یہ مجرم نہیں۔ مگر خدا تعالےٰ ان سے کہے گا کہ سچ اور جھوٹ میں امتیاز کے لئے میں نے تم کو جو آنکھیں دی تھیں۔ اور جو ذرائع مہیا کئے تھے۔ ان سے تم نے کیوں کام نہیں لیا میں نے ہمیشہ

سچائی پر بڑا زور

دیا ہے۔ اور اگر ہماری جماعت صرف سچائی پر ہی قائم ہو جائے۔ تو شیطان کا لشکر پوری طرح شکست کھا سکتا ہے۔ بشرطیکہ یہ حالت پیدا ہو جائے۔ کہ دنیا میں ہر شخص یہ کہے کہ

احمدی ہمیشہ سچ بولتے ہیں

بے شک ہماری جماعت میں اکثر لوگ سچ بولتے ہیں۔ بلکہ بعض ایسے احمدیوں نے جو قانون کی نگاہ میں مجرم تھے۔ ان سے غلطی ہو گئی اور عدالت نے تسلیم کیا۔ کہ انہوں نے سچ بولا۔ گو اور گواہ نہ تھے مگر انہوں نے خود سچ کہہ دیا۔ مثلاً

قاضی محمد علی صاحب

کی جو لڑائی ہوئی وہ اندھیرے میں ہوئی اور جو آدمی مارا گیا تھا اس کے ساتھی بھی قاضی صاحب پر حملہ کر رہے تھے۔ اور اس حالت میں یہ ضروری نہیں تھا۔ کہ وہ شخص انہی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو۔ وہ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ ممکن ہے کسی اور کے ہاتھ سے وہ قتل ہو گیا ہو۔ مگر انہوں نے مومنانہ سادگی سے کام لیا۔ اور یہی کہا کہ میں نے مارا ہے اسی طرح

عزیز احمد صاحب

کا واقعہ ہے۔ انہوں نے جب فخر الدین ملتانی پر حملہ کیا تو ہم نے ان کو یہی کہلوایا کہ جھوٹ نہ بولنا۔ اور انہوں نے نہ بولا۔ اور اس طرح ان لوگوں نے جان دے کر اپنے

گناہ کا کفارہ کر دیا

بعض اور احمدیوں سے بھی جب قانونی اور اخلاقی غلطیاں ہوئیں تو انہوں نے سچائی سے کام لیا۔ تو جماعت میں مخلص بھی ہیں جو ہر حال میں سچائی سے کام لیتے ہیں۔ مگر ابھی کچھ احمدی ایسے بھی ہیں۔ جن کے دلوں میں سچائی کی قدر نہیں۔ جب بھی کوئی موقعہ آئے۔ وہ بہانے بنانے اور

آئیں بائیں شائیں

کرنے لگ جاتے ہیں۔ معمولی سی بات ہوتی ہے۔ مگر وہ پہلو بچانے لگتے ہیں۔ اور ایسا جواب دیتے ہیں۔ کہ جس سے بچ جائیں۔ اگر ہماری جماعت پوری طرح سچائی پر کاربند ہو جائے۔ تو ایسا رعب قائم ہو سکتا ہے۔ کہ ہزاروں ہزار لوگ اسی کی وجہ سے احمدی ہو جائیں۔ ایک دفعہ تم یہ نمونہ قائم کر کے دیکھ لو۔ کہ ہر شخص یہ کہے کہ احمدی جھوٹ نہیں بولتے۔ پھر دیکھو کس طرح کامیابی ہوتی ہے۔ ایک زمانہ میں یہ نمونہ زیادہ تھا۔ اور اس زمانہ میں ترقی بھی زیادہ تھی۔ اب کچھ ایسے لوگ بھی جماعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ جو

سیاسی احمدی

ہیں۔ اور ایسے لوگ جماعت کی بدنامی کا موجب ہو رہے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں ایک مچھلی تالاب کو گندا کر دیتی ہے۔ میں نے تبلیغ والوں کو بھی بار بار کہا ہے۔ کہ سیاسی احمدی کسی کو نہ بنایا جائے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ گو وہ سمجھ بھی چکے ہوں۔ کہ عقائد درست ہیں۔ مگر وہ جماعت میں داخل اس وقت ہوتے ہیں۔ جب سمجھتے ہیں۔ کہ اب احمدی ہو کر گاؤں میں

ہماری طاقت

زیادہ ہو جائے گی۔ ایسے لوگوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ یہ جماعت کے لئے نقصان کا موجب ہوتے ہیں۔ یہ ایسے ہوتے ہیں جیسے کوئی کوڑھی ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ جو شخص کہے میں نے سوچ سمجھ لیا ہے۔ اور میں بیعت کرنا چاہتا ہوں ہم اسے داخل نہ کریں۔ سوائے اس کے کہ کسی شخص کے متعلق ہمیں علم ہو چکا ہو۔ کہ وہ شرارت کے لئے احمدی ہونا چاہتا ہے۔ باقی ہم کسی پر بدظنی نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہ اختیار نہیں۔ کہ کسی کو

جماعت میں داخل کرنے سے انکار کر دیں

اس لئے ایسے لوگ بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ جن کی مثال کوڑھی یا مدقوق ومسلول کی ہوتی ہے۔ مگر کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کر سکتا ہے۔ کہ کسی کوڑھی یا مدقوق ومسلول کو اسی حالت میں اپنے گھر میں رہنے دے۔ ہرگز نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ اگر یہ اسی طرح رہا اور اسے صحت نہ ہوئی۔ تو میری بیوی میرے بچوں اور دیگر متعلقین کی صحت بھی خطرہ میں پڑ جائے گی۔ پس اگر وہ کسی ایسے بیمار کو گھر میں رکھنے پر مجبور ہو۔ تو پوری کوشش کرے گا۔ کہ وہ اچھا ہو جائے۔ تا گھر کے دوسرے لوگوں پر اثر نہ پڑے۔ اسی طرح جو لوگ نئے جماعت میں داخل ہوں۔ ان کی

تربیت واصلاح

کی پوری پوری کوشش کرتے رہنا چاہیئے قادیان میں بعض لوگ ایسے بھی آجاتے ہیں۔ کہ ان کے رشتہ دار احمدی ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ تم بھی آجاؤ بیعت کر لو۔ اکٹھے رہیں گے اور وہ بھی آگئے پھر بعض ڈر کر بھی آجاتے ہیں۔ اور ایسے لوگ ہمیشہ

گندہ نمونہ

دکھاتے ہیں۔ ہم مجبور ہیں۔ ان کو کسی جرم کے ثابت ہونے تک رد بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ایسا کرنے کی خدا تعالےٰ نے ہمیں اجازت نہیں دی۔ اس لئے ان کے ضرر سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔

کہ ان کی تربیت پر پورا پورا زور دیں۔ اور کوشش کرکے ان کو بھی صحیح معنوں میں احمدی بنالیں۔ اور ان کی

تربیت پر زیادہ توجہ

کریں۔ مگر اب تو مَیں نے دیکھا ہے۔ کہ بہت لوگوں میں نقصا نفسی ہے۔ اوّل تو مبلغین کو بھی اس طرف پوری توجہ نہیں اور دوسرے لوگوں میں سے ایک حصہ میں کمزوریاں ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر مبلغ جس محلہ میں رہتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ محلّہ کے ہر شخص سے واقف ہو۔ اور اس کے اخلاق کا نگران ہو۔ وُہ خدا تعالےٰ کے نزدیک اس بات کے ذمّہ وار ہیں۔ جب انہوں نے علم دین پڑھنا شروع کیا تو گویا خدا تعالےٰ سے عہد کیا تھا۔ کہ وُہ دین کے سپاہی بنیں گے۔ اور کسی کو دین کا علم خدا تعالےٰ کی طرف سے دیا جانا گویا

خدا تعالےٰ سے اس کا معاہدہ

ہے۔ کہ وُہ دوسروں کی اصلاح میں لگا رہے گا۔ اور اس کو توڑ کر وُہ اس کے عذاب کا مستحق ہوگا۔ سارے محلّہ کی اخلاقی نگرانی اس کے ذمہ ہے۔ خصوصاً نئے آنے والوں کی۔ بیرونی جماعتوں کو بھی ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اب بیرونی جماعتوں میں بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے لوگ بکثرت بڑھ رہے ہیں۔ اور

جب زیادہ لوگ دین میں شامل ہونے لگیں۔

تو تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دین میں لوگوں کے بکثرت داخل ہونے کی خبر دی۔ وہاں زیادہ استغفار کا بھی حکم دیا۔ جیسا کہ فرمایا۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا۔ یعنی اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وُہ زمانہ اب قریب آگیا ہے۔ کہ دین میں فوج در فوج لوگ داخل ہوں۔ مگر اس کثرت کو دیکھ کر یہ غلطی نہ کرنا کہ خوش ہو جاؤ۔ کہ اب تو کام ہوگیا۔ بلکہ اس بات کا خیال رکھنا۔ کہ

یہی دن خطرہ کے

ہیں۔ پہلے مسلمان تھوڑے تھے۔ مگر ان میں سے ہر ایک خدا کا سپاہی تھا۔ اب بظاہر مسلمان زیادہ ہوں گے۔ مگر ایک تعداد ایسے لوگوں کی ہوگی۔ جو پوری طرح مسلمان نہیں ہوں گے۔ باطنی طور پر ان میں کمزوری ہوگی۔ پس جب کثرت حاصل ہو۔ تو اس پر خدا تعالےٰ کی حمد بھی کرو۔ اور کہو۔ کہ خدایا تیرے انعام کی میں ناقدری نہیں کرتا۔ لوگوں نے اسلام کو قبول کیا اس پر میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ مگر ساتھ ہی استغفار بھی کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ خدایا اب ان کی اصلاح میرے بس سے بڑھ گئی ہے۔ تو خود ہی اس کام کو کر۔ فرمایا۔ انہ کان توابا۔ اللہ تعالےٰ رجوع برحمت کرنے والا ہے۔ وُہ رحمت کے ساتھ تیری مدد کو پہونچے گا۔ اور خود تیرے ساتھ ہو کر ان کی تربیت کرے گا۔ اور جب خدا تعالےٰ بھی استاد ہو جائے۔ تو یہ کام کس قدر آسان ہوسکتا ہے؟

ہماری جماعت کے دوستوں کو ان باتوں کی طرف ہمیشہ توجہ رکھنی چاہیئے۔ یاد رکھو کہ موہنہ سے اپنے آپ کو

احمدی اور صحابی

کہنے سے کچھ نہیں بنتا۔ بعض لوگ فخریہ کہتے ہیں۔ کہ ہم فلاں وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ لیکن حالت یہ ہے۔ کہ اگر ان کے ہمسایہ پر شیطان حملہ کر رہا ہو۔ اور روحانی قتل ہو رہا ہو۔ تو کبھی وُہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ خدا تعالےٰ کے بندوں پر شیطان حملہ کر رہا ہوتا ہے۔ اور یہ مسیح کا حواری اور خدا کا سپاہی آرام سے گھر میں بیٹھا رہتا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ اگر جرمن فوج حملہ کرے۔ تو برطانی فوج خاموش بیٹھی رہے گی۔

اسی طرح

جب شیطان حملہ آور ہو رہا ہو

تو خدا کا سپاہی کس طرح چپ چاپ بیٹھ سکتا ہے۔ اور اگر وُہ چپ بیٹھے رہیں تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وُہ خدا کے سپاہی نہیں ہیں۔ کوئی شخص خدا تعالےٰ کا سپاہی نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ وُہ دیوانہ وار شیطان کا مقابلہ نہ کرے۔ اور جب تک اس طرح مقابلہ نہ کیا جائے شیطان نہیں مارا جاسکتا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا۔ اور تم خدا تعالےٰ کے سپاہی نہیں ہوسکتے۔ جب تک

شیطان کے قاتل

نہ بنو۔ اس کے بغیر خواہ کوئی سر سے پیر تک احمدیت کے تمغے پہن کر آ جائے۔ اسے کوئی فائدہ نہ ہوسکے گا۔ اس کی مثال ایسی ہوگی۔ جیسے کسی نے تمغے چرائے ہوئے ہوں۔ گورنمنٹ کسی کو خان بہادر بناتی ہے۔ تو اس کی عزت بھی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی اس کے تمغے چُرا کر پہن لے۔ تو اس کی کوئی عزت نہیں ہوسکتی۔ صرف موہنہ [illegible] مومن کہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور موہنہ کے دعووں سے انعام نہیں مل سکتا۔ ایسے شخص کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی چُرا کر تمغے پہن لے۔ جب تک کوئی شخص

اپنے فعل سے قربانی

نہیں کرتا۔ اس کی مثال ایک بھگوڑے کی ہے۔ وُہ میدان میں ٹھہرنے والے اور انعام پانے والے سپاہی کی طرح ہرگز نہیں ہوسکتا۔

اپنے خُون کا آخری قطرہ تک قُربان کرنے سے دریغ نہ کرو

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

(۱) "پچاس سال سے جماعت کو یہ سبق دیا جارہا ہے۔ کہ سچائی ایک قیمتی جوہر ہے۔ جس کے بغیر کوئی نیکی نہیں۔ کوئی شخص صبح سے شام تک روزہ رکھے۔ اور ساری رات تہجد میں لگا رہے۔ اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے۔ لیکن اگر اس میں سچائی نہیں۔ تو یہ اس کی ساری عبادتیں مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ تم چندہ دے دے کر کنگال ہو جاؤ۔ تمہارے بیوی بچوں کے تن پر کپڑا نہ رہے۔ تم نے پچاس سال تک اس نیکی میں کبھی ناغہ نہ کیا ہو۔ لیکن تمہارے اندر اگر سچائی پیدا نہ ہوئی۔ تو تمہارے دل میں احمدیت کا ایک ذرہ بھی نہیں۔ پس سچائی پہلی سیڑھی ہے۔"

(۲) "یہ وعدہ کرو۔ کہ آئندہ نہ تو خود جھوٹ بولو گے۔ اور نہ ہی اپنی اولادوں۔ اور محلہ والوں کو جھوٹ بولنے دوگے۔ اور جب تم اپنی اولادوں کو جھوٹ بولنے کا موقعہ نہ دوگے۔ تو جھوٹ کہاں رہ جائے گا!"

(۳) "مومن کا کام یہ ہونا چاہیئے۔ کہ جب وُہ ایک دفعہ لبّیک کہدے۔ تو پھر خواہ کچھ ہو۔ اُسے پُورا کرے۔ تا امام یقین کے ساتھ یہ فیصلہ کرے۔ کہ میرے پاس اتنی طاقت ہے اور اس سے میں نے مقابلہ کرنا ہے۔ وُہ کم ہوں۔ یا زیادہ اس کا سوال نہیں۔"

(۴) "پس جب موہنہ سے وعدہ کرلو۔ تو پھر خواہ کچھ ہو۔ اُسے پُورا کرو۔ اور اسے پورا کرنے کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک قربان کرنے سے دریغ نہ کرو پھر دیکھو۔ دُنیا کا نقشہ کس طرح بدلتا ہے!"

(۵) "یاد رکھو۔ خدائی سلسلے بندوں کی تعداد پر نہیں چلتے۔ بلکہ ایمان اور اخلاص سے ترقی کرتے ہیں۔ تم اگر لاکھوں بھی ہو جاؤ۔ مگر تمہارے دل میں وُہ ایمان نہ ہو۔ جو غیر متزلزل ہو۔ تو تم دُنیا میں کوئی سچائی قائم نہیں کرسکتے۔ لیکن اگر تم ایمان اور اخلاص پر قائم ہو جاؤ پھر خواہ تم تھوڑے ہی ہو۔ تم دُنیا پر غالب آکر رہو گے۔ کیونکہ جو خدا کے ہو جاتے ہیں۔ انہیں کوئی زک نہیں پہونچا تا۔"

(۶) وُہ احباب جنہوں نے تحریک جدید کے ساتویں سال میں وعدے کئے۔ مگر باوجود کوشش کے اب تک ادا نہیں کرسکے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ ان چند ایام کو جو ۳۰۔ نومبر ۱۹۴۱ء تک ہیں غنیمت سمجھیں اور اپنے وعدوں کو پورا کرکے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعائیں۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

خلافت احمدیہ اور غیر مبایعین

اور صدر انجمن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی تشریح

جماعت احمدیہ میں خلافت

نبوت کے بعد خلافت وہ سب سے بڑی نعمت ہے جس کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے۔ چونکہ خلیفہ نبی کا نائب ہوتا ہے۔ اور خلفاء کے ذریعہ انبیاء کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا پورے طور پر نشوونما پاتا ہے۔ اس لئے نبی کے بعد خلیفۂ وقت اسلامی نقطۂ نگاہ سے واجب الاطاعت امام کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جماعت احمدیہ کو بھی اس نعمتِ عظمیٰ سے نوازا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے خلیفہ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔ اور تمام جماعت احمدیہ کا اس بات پر اجماع ہوا۔ کہ آپ مطابق منشاء الوصیت خلیفۃ المسیح ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کا وجود ایک واجب الاطاعت امام کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ آپ کی خلافت کے متعلق صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے مندرجہ ذیل اعلان کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقربائے حضرت مسیح موعود باجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی۔ اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے حسب ذیل اصحاب موجود تھے۔

مولانا حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب۔ جناب نواب محمد علی خان صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ خلیفہ رشید الدین صاحب۔ خاکسار (خواجہ کمال الدین)

یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اس خط کو پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذاتِ خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں۔ چندوں کے متعلق سردست یہ لکھا جاتا ہے۔ کہ ہر قسم کے چندے جن میں چندہ لنگر خانہ بھی شامل ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام حسب معمول بھیجا جائے۔"

خواجہ کمال الدین بلیڈر سیکرٹری انجمن احمدیہ

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ اول)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے معاہدہ

اس اعلان کے علاوہ حسب ذیل معاہدہ لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی بیعت سے پہلے ممبران جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پڑھا گیا:۔

"مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں۔ اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم ہیں اور اتقیٰ ہیں۔ اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں۔ اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے شعر

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پُراز نورِ یقیں بودے

سے ظاہر ہے کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں۔ اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔" (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

اس معاہدہ کے نیچے کئی اصحاب کے دستخط ثبت ہیں۔ جن میں غیر مبایعین میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کے دستخط بھی موجود ہیں۔

شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ خواجہ کمال دین صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرزا خدابخش صاحب۔

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی پہلی تقریر

"اگر تم تیار ہو کہ میرا کہنا ہر امر میں مانو تو میں اسے منظور کرتا ہوں۔ تم پھر بھی سوچ لو" (رپورٹ صدر انجمن احمدیہ)

یہ تمام تحریریں جو ایک اعلان ایک معاہدہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی شرط پیشکردہ پر مشتمل ہیں اس بات پر روز روشن کی طرح گواہ ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جماعت کا سب سے پہلا اجماع خلافت کے قیام پر ہوا۔ اور خلیفہ وقت کی حیثیت واجب الاطاعت امام کی تسلیم کی گئی۔

خلافت کا انکار

لیکن افسوس کہ بعض لوگوں کو اندر ہی اندر گھن لگنا شروع ہوا۔ جس کا نتیجہ بالآخر یہ نکلا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات پر انہوں نے نہ صرف آپ کی خلافت سے انکار کر دیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد سرے سے خلافت کی ضرورت کو تسلیم کرنے سے ہی منکر ہو گئے اور لاہور جا ڈیرا جمایا۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب ان کے لیڈر بن گئے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ اور ان لوگوں کے درمیان امر خلافت میں جو اختلاف پیدا ہوا۔ اس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

"اس وقت ہمارے اندر جو اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ ایک فریق کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد تا قیامت خلفاء کا ایک سلسلہ ہوگا۔ جن میں ہر ایک خلیفہ نہ صرف ساری قوم کا مطاع ہوگا۔ بلکہ اس کے ہاتھ پر تمام احمدیوں کو خواہ وہ دنیا کے کسی کونہ میں ہوں بیعت کرنی ضروری ہوگی۔ اور جو بیعت نہیں کریں گے وہ فاسق ہوں گے۔ اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ نہ صرف خلفاء کا سلسلہ لازمی نہیں بلکہ یہ چل نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریریں اس بات پر شاہد ہیں کہ انہوں نے اپنے بعد کسی فرد واحد خلیفہ کی اطاعت کو ضروری قرار نہیں دیا۔ بلکہ اصلی جانشین اور ساری قوم کا اصل مطاع ایک انجمن کو قرار دیا ہے۔ اور اسی کے سپرد سارا انتظام کیا ہے۔ اور نہ صرف احمدیوں کے لئے بار بار کسی شخص کی بیعت ضروری نہیں۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے ایسے شخص کو مطاع مان لینے سے حضرت مسیح موعود کی الوصیت اور آپ کی کھلی کھلی تحریروں اور آپ کے عمل کی کلیتہً تردید لازم آتی ہے۔ اور بیعت کے ضروری قرار دینے سے بعض ایسے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔ جو سلسلہ کی بنیاد کو کھوکھلا کرنے والے ہیں۔"

("چند کھلی کھلی باتیں"۔ پیغام صلح ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء ضمیمہ صفحہ الف)

مندرجہ بالا تحریر میں جناب مولوی محمد علی صاحب مسئلہ خلافت میں جن امور میں جماعت احمدیہ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ انہیں کھلے کھلے لفظوں میں تحریر کر دیا ہے۔ مولوی صاحب نے اس تحریر میں جو اعتراضات خلافت کے اور اس کی بیعت وغیرہ کے متعلق کئے ہیں۔ ان کی تردید ان لوگوں کے اس اعلان اور معاہدہ سے ہی بخوبی ہو جاتی ہے۔ جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کے متعلق کیا۔

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی اس تحریر میں چار اصولی اعتراضات خلافت پر کئے ہیں۔ جن کے جوابات علی الترتیب درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

خلافت پر پہلا اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض اوّل۔ خلفاء کا سلسلہ لازمی نہیں۔ بلکہ یہ چل نہیں سکتا:۔

جواب:- اگر خلفاء کا سلسلہ لازمی نہیں اور چل نہیں سکتا تھا۔ تو پھر غیر مبایعین کے سرکردہ اصحاب نے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسیح قبول کر کے اس کی بنیاد کیوں ڈالی۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو الوصیت میں خلافت کو قدرت ثانی قرار دیکر صاف وعدہ فرمایا ہے۔ کہ اس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ نیز یہ کہ کئی وجود ہوں گے۔ جو قدرت ثانیہ کے مظہر ہوں گے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کا دائمی وعدہ ہے۔ پس جب اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی خلافت سے خلافت احمدیہ کی بنیاد پڑ گئی۔ اور خود خلافت کے منکرین نے اس وقت آپ کو خلیفۃ المسیح قبول کر لیا۔ اور چھ سال تک آپ کی خلافت کے قائل رہے تو اب ان کا یہ کہنا کیا حقیقت رکھتا ہے کہ خلافت کا سلسلہ لازمی نہیں اور چل نہیں سکتا۔

دوسرا اعتراض اور اسکا جواب

اعتراض دوم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریریں اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے بعد کسی فرد واحد خلیفہ کی اطاعت کو ضروری قرار نہیں دیا۔

جواب۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں کسی فرد واحد خلیفہ کی اطاعت کو ضروری قرار نہیں دیا گیا۔ تو کیوں غیر مبایعین کے سرکردہ اصحاب نے لکھا۔ کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدیٔ معہود علیہ السلام کا تھا۔ نیز کیوں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اپنی پہلی تقریر میں آپ لوگوں کی اس شرط پر بیعت لینا منظور فرمائی۔ کہ ہر امر میں آپ کا کہنا مانا جاوے۔

یہ غلط ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعد کسی فرد واحد کی اطاعت کو ضروری قرار نہیں دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سبز اشتہار میں فرماتے ہیں:-

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا ان کی اقتداء اور ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور انکے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالےٰ نے چاہا۔ کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ یہ دونو شق ظہور میں آجائیں۔ .... اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر بھیجے گا ...... اور خدا تعالےٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا۔ کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشآء۔"

دیکھئے اس حوالہ میں اپنے بیٹے محمود کو واجب الاقتدار خلیفہ قرار دیا ہے۔

تیسرا اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض سوم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری قوم کا اصل مطاع انجمن کو قرار دیا ہے۔ اور اسی کے سپرد سارا انتظام کیا ہے۔

جواب۔ اگر یہی بات ہے۔ تو کیا حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو آپ لوگوں نے نفلی اور بناوٹی خلیفۃ المسیح مانا تھا۔ آپ لوگوں نے تو اپنے اعلانات میں آپ کو واجب الاطاعت امام کی حیثیت میں تسلیم کیا تھا۔ اور اسی امر کی عام جماعت کو تلقین کی تھی۔ قطع نظر اعلانات اور معاہدہ کے جو اوپر درج ہوا۔ مولوی محمد علی صاحب اپنے قلم سے لکھتے ہیں:-

"خلیفۃ المسیح کی بیعت ہم لوگوں نے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں کی اور اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح کے جملہ احکام خواہ مسائل کے بارے میں ہوں۔ یا کسی اور بارے میں انہیں سب لوگوں کے لئے ماننا ضروری قرار دیا۔ جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔"

(ایک نہایت ضروری اعلان صفحہ ۱)

اسی طرح اعلان اور معاہدہ میں دونو جگہ آپ کی خلافت کو مطابق منشاء الوصیت قرار دیا گیا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جیسا کہ غیر مبائعین اب کہتے ہیں۔ کسی واجب الاطاعت خلیفہ کی وصیت نہ کی ہوتی۔ تو اکابر غیر مبائعین اس وقت کیوں آپ کو واجب الاطاعت امام کی حیثیت میں قبول کر کے آپ کی خلافت کو مطابق منشاء الوصیت قرار دیتے۔

خلافت و انجمن

رہا یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجمن کو اپنا جانشین قرار دے کر تمام انتظام اس کے سپرد فرمایا ہے۔ اسکے متعلق عرض ہے کہ بے شک الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ایک خاص اختلاف کے پیش آنے پر خواجہ کمال الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تحریر بھی دی کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے۔ اور کثرت رائے اس میں ہو جائے۔ تو وہی امر صحیح اور قطعی سمجھنا چاہیئے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ آپ نے اس میں لکھا کہ آپ کے بعد ہر ایک امر میں صرف انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔ لیکن ان تحریرات کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شخصی خلافت کو مٹا کر اسکی جگہ انجمن کا نظام قائم کیا ہے۔ بلکہ الوصیت کا منشاء یہی ہے کہ انجمن کا نظام ایک شخصیت کے تابع رہے۔ اور اپنے دائرہ عمل میں انجمن کا اجتہاد خلیفہ وقت کی نگرانی میں حجت ہو۔ جس کا واضح اور روشن ثبوت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجمن کو سلسلہ احمدیہ کی ہدایات کا پابند قرار دیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے۔ فوت ہو جائے گا۔ تو جو لوگ ان کے جانشین ہوں گے۔ ان کا بھی یہی فرض ہوگا کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لاویں" (الوصیت)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ انجمن سلسلہ احمدیہ کے تابع ہے۔ اور اس کی ہدایات کی پابند ہے۔ اور اس کے آگے جوابدہ ہے۔ نہ کہ خود مختار اور مطلق العنان ہے سلسلہ احمدیہ سے مراد ظاہر ہے۔ کہ جماعت احمدیہ ہے۔ پس انجمن جماعت احمدیہ کی ہدایات کے تابع قرار دی گئی ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ جو اکناف عالم میں پھیلی ہو۔ انجمن کو ہر قدم پر ہدایات کس طرح دے سکتی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کسی وقت بھی تمام جماعت احمدیہ جمع ہو کر انجمن کو کوئی متفقہ ہدایت دے سکے۔ پس اس کا بہترین انتظام یہی ہے۔ کہ ایک ایسی شخصیت ہو جو کہ اکناف عالم میں پھیلی ہوئی جماعت کی واحد نمائندہ ہو اور ایسی نمائندگی کے حق کی وجہ سے اس کی ہدایت تمام سلسلہ احمدیہ کی ہدایت قرار پا سکے۔ اور یہ شخصیت ایک واجب الاطاعت خلیفہ کی ہو سکتی ہے۔

(ب) اس فقرہ کہ "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے" میں انجمن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں ہی بعض کام اس کے سپرد کر کے اپنا جانشین بنا دیا۔ مگر اس کا ذکر ان الفاظ میں نہیں فرمایا۔ کہ انجمن میری جانشین ہوگی۔ بلکہ یہ فرمایا ہے۔ کہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ پس جس طرح یہ آپ کی زندگی میں آپ کی جانشین تھی۔ ویسے ہی یہ آئندہ خدا کا جو مقرر کردہ خلیفہ ہو۔ اس کی وہ جانشین ہوگی۔ اور چونکہ یہ انجمن ہر خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی زندگی میں اس کی جانشین ہوگی۔ اسلئے ضروری ہے۔ یہ ہر ایسے خلیفہ کے تابع ہو جس کی زندگی میں اس کی جانشین ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع تھی۔

خدا کا مقرر کردہ خلیفہ

اب رہی یہ بات کہ غیر مامور خلیفہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ کہلا سکتا ہے یا نہیں۔ سو اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنے تئیں خود خدا کا مقرر کردہ خلیفہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے"۔

(تقریر لاہور مطبوعہ بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

پھر فرماتے ہیں: **"میں جب مر جاؤنگا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جسکو خدا چاہے گا"۔**

(بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

یہ منشاء الوصیت کے عین مطابق فرمایا ہے کیونکہ الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود قدرت ثانی کے وعدہ میں خلافت کی پیشگوئی فرما کر اسے آسمانی قرار دیا ہے۔ اور اس کے طلب کرنے کے لئے دعاؤں کی تلقین فرمائی ہے۔ پس انجمن چونکہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ اس لئے اسے ہر ایسے خلیفہ کے تابع رہنا پڑے گا۔ جو قدرت ثانیہ کا مظہر ہو۔ (ذکی محمد نذیر لائلپوری لیکچرار جامعہ احمدیہ قادیان)

لیگوس (مغربی افریقہ) میں جماعت احمدیّہ کی عید!

چونکہ آج کل ڈاک کے انتظامات میں مشکلات بہت بڑھی ہوئی ہیں۔ اور یوں بھی مغربی افریقہ کا ہندوستان سے ہزاروں میل کا فاصلہ ہے۔ اس لئے وہاں سے ذیل کی رپورٹ دیر میں پہنچی ہے۔ ہمارے مبلغ مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم متعینہ نائیجیریا شہر لیگوس سے عید الفطر کی نماز اور پیغام عید کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:- "عید خدا تعالےٰ کے فضل سے بدھ کے روز ۲۲ ر اکتوبر کو ہوئی ہمارے روزے ۲۹ ہی ہوئے۔ اور ہمیں کہیں سے اطلاع نہیں آئی۔ کہ کسی جگہ چاند دیکھ کر رمضان شروع کرنے والوں کے روزے ۳۰ ہوئے ہوں۔ جنہوں نے جنتری وغیرہ کے مطابق رکھے ان کی بات الگ ہے۔ ہم نے انتظام کیا ہوا تھا۔ کہ عیدگاہ میں لاؤڈ سپیکر لگائیں گے۔ تاکہ خطبہ دیگر لوگ بھی سن سکیں۔ مگر میں دو روز قبل بیمار ہو گیا۔ اور عید کے روز ۸ بجے صبح تک امید نہ تھی۔ کہ میں نماز کیلئے عیدگاہ جاسکونگا۔ اس لئے لاؤڈ سپیکر کا انتظام نہ کیا گیا۔ اور جماعت کو عیدگاہ بھیجدیا۔ مگر ۸ بجے میری طبیعت یکایک سدھرنے لگ گئی۔ اور خدا تعالےٰ نے فضل کیا۔ کہ میں بذریعہ موٹر عیدگاہ پہنچ گیا۔ نماز پڑھائی۔ خطبہ بھی بیان کیا۔ اور واپسی پر تین میل دور سے جماعت کے ساتھ پیدل واپس آیا۔ یہ سراسر فضل تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ گو عیدگاہ میں تو خطبہ براڈکاسٹ نہ ہو سکا۔ مگر اسی شام کو لوکل ریڈیو اسٹیشن سے نصف گھنٹہ کے قریب ایک تقریر براڈکاسٹ کی جس میں عید کی غرض و غایت بیان کی۔ اور پھر مسلمانوں کو اُس مذہبی آزادی کی یاد دلاتے ہوئے جو انگریزی حکومت کے ماتحت انہیں حاصل ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان وایتائ ذالقربیٰ کے مطابق ان ایام میں حکومت کی ہر طرح سے امداد کرنے کی پُر زور تاکید کی۔ ریڈیو والوں نے خود ہی اسے یہاں ایک اخبار میں چھپوا دیا۔ شمالی علاقہ میں بھی غالباً ایک اخبار میں یہ چھپ جائیگی۔ اب جماعت شوال کے روزے رکھ رہی ہے۔ میں نے ایک لمبے تبلیغی دورہ پر جانا ہے۔ ۸ ر نومبر کو ہمارے ہال میں لیکچروں کے پروگرام کے مطابق لیکچر ہے اس کے ہفتہ عشرہ بعد میں انشاء اللہ سفر پر چلا جاؤنگا۔ پھر جب خدا لائے۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب کے چند اعتراضات کے جواب

۱۔ مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:- "غالباً مرزا صاحب قادیانی نبی کی طرف اشارہ ہوگا۔ جو اپنی تصویر معہ اپنے بیٹے کے فروخت کیا کرتے تھے۔" (اہلحدیث ۱۴ نومبر) مولوی صاحب کا یہ بیان سراسر غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصویر کبھی فروخت نہیں کی۔ بیچنا تو درکنار حضور نے اس کی بلا ضرورت اشاعت کی بھی اجازت نہیں دی۔ حضورؑ نے جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ:- "بعض صاحبوں کے میں نے کارڈ دیکھے ہیں۔ اور ان کی پشت کے کنارہ پر اپنی تصویر دیکھی ہے۔ میں ایسی اشاعت کا سخت مخالف ہوں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص ہماری جماعت میں سے ایسے کام کا مرتکب ہو۔ ایک صحیح اور مفید غرض کے لئے کام کرنا ایک اور امر ہے اور ہندوؤں کی طرح جو اپنے بزرگوں کی تصویریں جابجا در و دیوار پر نصب کرتے ہیں۔ یہ اور بات ہے۔ ہمیشہ دیکھا گیا ہے۔ کہ ایسے لغو کام منجر بشرک ہو جاتے ہیں۔ اور بڑی بڑی خرابیاں اُن سے پیدا ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ہندوؤں اور نصاریٰ میں پیدا ہو گئیں۔ سو میں امید رکھتا ہوں۔ کہ جو شخص میرے نصائح کو عظمت اور عزت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور میرا سچا پیرو ہے۔ وہ اس حکم کے بعد ایسے کاموں سے دستکش رہیگا۔ ورنہ وہ میری ہدایتوں کے خلاف اپنے تئیں چلاتا ہے۔ اور شریعت کی راہ میں گستاخی سے قدم رکھتا ہے" (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ ۱۹)

اس قدر واضح اعلان کے باوجود مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو الفاظ لکھے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ یا تو ان کا یہ ادعا بالکل غلط ہے۔ کہ وہ احمدیہ لٹریچر کے احمدیوں سے بھی زیادہ واقف ہیں یا انہوں نے دیدہ دانستہ غلط بیانی کی۔

۲۔ حدیث نبوی نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقۃ کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے لکھا ہے:- "اس حدیث میں معاشر الانبیاء جمع کا صیغہ ہے مگر چونکہ یہ حدیث مرزا صاحب کی نبوت کے خلاف ہے۔ اس لئے اس کو نبوت محمدیہ سے مخصوص ٹھہرا دیا۔ اسی کا نام ہے تفسیر بالرائے۔" (اہلحدیث ۱۴ ر نومبر) لا نورث والی حدیث اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے خلاف ہے۔ تو حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کی نبوت کا کیا حال ہوگا۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ۔ کہ سلیمانؑ داؤدؑ کا وارث ہوا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے "تفسیر بالرائے" کا لفظ پڑھ رکھا ہے اسے موقعہ و بے موقعہ استعمال کر لیتے ہیں۔ لا نورث والی حدیث کو نبوت محمدیہ سے مخصوص ٹھہرانا اگر تفسیر بالرائے ہے۔ تو صحابہ کرام اور خلفائے راشدین اس کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث کے متعلق فرمایا یرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفسہٗ۔ کہ اس سے مراد حضور نے اپنے آپ کو لیا تھا۔ یعنی یہ حدیث نبوت محمدیہ سے مخصوص ہے حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ۔ اور دیگر صحابہ عظام نے اس تفسیر کی تصدیق کی۔ (ملاحظہ ہو بخاری جلد ۲ باب فرض الخمس) پس صحیح یہ ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا ادعاء تفسیر بالرائے ہے۔ نہ کہ ہمارا جواب۔

۳۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی عمر اسی "انا ولا غیری" کے دعوے میں گذری ہے۔ اسی زعم میں آپ کبھی کبھی حضرت سلطان القلم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام پر "پنجابیت" کا بھی اعتراض کر دیا کرتے ہیں۔ جو محض آپ کی حق ناشناسی ہوتی ہے۔ لیکن دارالمصنفین اعظم گڑھ کے رسالہ "معارف" نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی کتاب پر ریویو کرتے ہوئے لکھا ہے:- "تعجب ہے! کہ مولانا جیسے کہنہ مشق کے قلم سے بعض عام پنجابی غلطیاں اب تک سرزد ہوتی ہیں۔" (بابت اکتوبر ۱۹۴۱ء) لفظ "اب تک" قابل توجہ ہے۔ (ابن آدم)

صدر انجمن احمدیّہ کے قرضداروں کو انتباہ

افسوس ہے۔ کہ بعض احباب باوجود بار بار یاد دہانی کے قرضہ حسنہ و ملتوی تعلیم کی واپسی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اس لئے نظارت بیت المال مجبور ہے کہ ایسے احباب کے خلاف قضاء میں نالش کر کے ڈگری حاصل کرے۔ اور اگر اس پر بھی وصولی نہ ہو تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حضور اخراج از جماعت اور مقاطعہ کی رپورٹ کرے اور بصورت عدم وصولی و اصلاح عدالتی کارروائی کرے۔ لہٰذا ان تمام احباب کو کہ جن کے ذمہ اس قسم کا قرضہ قابل ادا ہے۔ توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اپنے قرضوں کو حسب معاہدہ باقاعدہ ادا کرنے کی فکر کریں۔ تاکہ ان کے خلاف مندرجہ بالا اقسام کی کارروائی کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے ورنہ اگر ہمیں مجبوراً اس قسم کی نالشیں اور رپورٹیں کرنی پڑیں۔ تو اس پر ان کو شکوہ و شکایت کا حق نہ ہوگا۔

(ناظر بیت المال)

ہفتہ جنگ

روس پر جرمنی نے ۲۲ جون کو حملہ کیا تھا۔ اور جرمن ہائی کمانڈ نے روس کی تسخیر کے لئے دس ہفتہ کا عرصہ مقرر کیا تھا۔ مگر اب ۲۱ ہفتے گذر چکے ہیں۔ کہ اس جنگ کا کوئی انجام نظر نہیں آتا۔ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ یہ کب ختم ہو۔ اور کس طرح ہو۔ گذشتہ دنوں بیشک جرمنوں نے کچھ پیش قدمی کی مگر اب تو بحیرہ منجمد شمالی سے لیکر کریمیا تک ایک جمود طاری ہے۔ لینن گراڈ تین ماہ سے گھیرے میں ہے۔ مگر ابھی مسخر نہیں ہوا۔ ہٹلر نے چند روز ہوئے ایک تقریر میں کہا تھا۔ کہ جرمن فوجیں جب بھی چاہیں اس پر قبضہ کر سکتی ہیں۔ لیکن ایک معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر وہ کر سکتیں تو اب تک کر کیوں نہ لیتیں۔ اس سے نیچے ماسکو کا [illegible] ہے۔ اس کے متعلق بھی بہت دنوں سے یہ سننے میں آرہا ہے۔ کہ جرمن ساٹھ میل دور ہیں۔ اس محاذ کی لڑائی بھی جرمنوں کے شدید حملوں کے باوجود وٹولا اور کالینن اور وولوکولنسک سے آگے نہیں بڑھ سکی۔ بلکہ روسی کبھی کبھی ان کو پیچھے دھکیل دیتے ہیں۔ خارکوف پر تین ہفتوں سے جرمنوں کا قبضہ ہے۔ مگر وہ اس عرصہ میں اس سے آگے نہیں بڑھ سکے۔ اور روستوف ابھی ان کے قبضہ میں نہیں آیا۔ کریمیا میں البتہ کچھ ہلچل معلوم ہوتی ہے۔ اور اگر جرمنوں کے دعاوی پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ تو اب کرچ ان کے قبضہ میں آگیا ہے۔ بلکہ سبسٹاپول بھی اور وہ تو یہاں تک کہتے ہیں۔ کہ سارے مشرقی کریمیا پر اب نازی جھنڈا لہرا رہا ہے۔ اور اس علاقہ میں ایک لاکھ روسی گرفتار کئے گئے ہیں۔

بی بی سی کے بیان کے مطابق ہٹلر نے مقبوضہ روس میں اپنی گورنمنٹ قائم کر دی ہے۔ اور جرمنی کے ڈائرکٹر آف کلچر اینڈ فلاسفی الفریڈ روزنبرگ کو جو نازی پارٹی کا سرگروہ لیڈر اور ہٹلر کا پرانا ساتھی ہے مقبوضہ روس کا گورنر بنا دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک قابل ذکر امر یہ بھی ہے۔ کہ روس میں موسم انتہائی طور پر خراب ہو چکا ہے۔ اور شدید برف باری شروع ہے۔ ماہرین کا اندازہ ہے۔ کہ کم سے کم آئندہ چار یا پانچ ماہ کے لئے فوجی نقل و حرکت سخت دشوار ہو جائے گی۔ جس کی وجہ سے لازماً اس جنگ میں تعطل واقع ہو جائے گا۔ اور یہ وقفہ روسیوں کے لئے بہت مفید ہوگا۔ روسی ہائی کمانڈ کی رائے ہے۔ کہ آئندہ اپریل تک وہ زبردست جوابی حملے کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اور اس وقت تک جرمن پیشقدمی کو روکنے کی کافی اہلیت ان میں ہے۔ مارشل وارشیلاف اور مارشل بڈینی تازہ فوجیں تیار کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ۱۵ سے ۴۵ سال کی درمیانی عمر کے تمام لوگوں کو فوجی خدمت کے لئے بلایا جا رہا ہے۔ اس طرح ساڑھے سات کروڑ فوج روس کو مل سکے گی۔ بلکہ اگر ضرورت ہوئی تو اس سے بڑی عمر کے لوگوں سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

بحالت موجودہ روس کے تمام محاذوں میں سے کاکیشیا کے لئے زیادہ خطرہ ہے لیکن یہ امر یقینی سمجھنا چاہئے۔ کہ اس محاذ پر جرمنوں کو روسیوں کے علاوہ برطانیہ اور اس کے اتحادی ممالک کے سپاہیوں سے بھی دو چار ہونا پڑے گا۔ جرمنوں کے کاکیشیا میں گھس آنے سے ہندوستان کے لئے براہ راست جو خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ برطانیہ اس کے انسداد کے لئے پوری قوت کے ساتھ جرمن فوجوں کے مقابلہ کی تیاریاں کر رہا ہے۔

امریکہ اور جنگ

روس اور جرمنی کی لڑائی کے بعد اس جنگ کا سب سے زیادہ اہم سوال امریکہ کا ہے کہ وہ کیا پہلو اختیار کرتا ہے۔ قارئین پڑھ چکے ہیں کہ امریکہ نے قانون غیر جانبداری میں ترمیم کا بل پاس کر دیا ہے۔ اور اب یہ کہنا غلط نہیں۔ کہ جرمنی اور امریکہ عملی طور پر ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ گو اس کے متعلق اعلان کسی نے نہیں کیا۔ جرمن آبدوزیں امریکن جہازوں کو غرق کر رہی ہیں اور امریکن جنگی جہاز ان کو ٹھکانے لگا رہے ہیں۔ اب برطانیہ کو آسانی کے ساتھ سامان جنگ مل سکے گا۔ پہلے تو جو جہاز سامان جنگ لے کر امریکہ سے آتے تھے۔ ان کی حفاظت کے لئے برطانی جنگی جہازوں کو بارہ سو میل کا سفر طے کر کے آئس لینڈ تک جانا پڑتا تھا مگر اب یہ زحمت نہ اٹھانی پڑے گی۔ اور امریکن جہاز براہ راست متحارب ممالک کی بندرگاہوں میں آ جا سکیں گے۔ اور ان کی حفاظت کے امریکہ کے جنگی جہاز ساتھ ہوں گے۔

جاپان اور جنگ

آپ پڑھ چکے۔ کہ سردیوں کی آمد کے ساتھ روسی محاذ کی جنگ میں کچھ کمی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ مشرق بعید میں حالات زیادہ خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ اور جنگ کے بادل منڈلاتے پھرتے ہیں۔ سیام۔ برما اور ہند چینی کی سرحدات پر جاپان نے لاکھوں فوج جمع کر دی ہے۔ اور تازہ ترین خبر یہ ہے۔ کہ اس نے وشی گورنمنٹ سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ اسے وہاں مزید پچاس ہزار فوج رکھنے کی اجازت دی جائے۔ اس کے مقابلہ کے لئے جنرل چیانگ کائی شیک نے بھی تین لاکھ سپاہ ہند چینی کی سرحد کے ساتھ ساتھ جمع کر رکھی ہے۔ اور ہند چینی سے آنیوالی تمام سڑکوں ریلوں اور پہاڑی سرنگوں کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ تا جاپانی فوجیں اس راہ سے داخل نہ ہو سکیں۔

امریکہ کے ساتھ جاپان کی گفت و شنید کا سلسلہ جاری ہے۔ جاپان کا ایک خاص ایلچی امریکہ پہنچکر مسٹر روزویلٹ سے مل چکا ہے۔ وہ یہ بات پیش کریگا۔ کہ اگر امریکہ اس بات کے لئے تیار ہو۔ کہ چین کی روپیہ اور سامان سے مدد نہکی جائیگی۔ برما روڈ کو بند کر دیا جائے گا۔ دونوں ملکوں میں تجارتی تعلقات بحال کر دیئے جائینگے تو جاپان بحر الکاہل میں امن قائم رکھیگا۔ اور سیام یا روس پر ہرگز حملہ نہ کریگا۔

بہر حال دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس دوڑ دھوپ کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ برطانیہ نے تو جاپان کے ساتھ گفتگو عرصہ سے بند کر رکھی ہے۔ اور وہ اسے علی الاعلان کہہ بھی چکا ہے۔ کہ اگر اس کی طرف سے کوئی شرارت ہوئی۔ تو اسے پوری طرح سبق سکھایا جائیگا لیکن امریکہ ابھی بات چیت کر رہا ہے۔

۱۷ نومبر کو جاپانی پارلیمنٹ کے اجلاس میں وزیر اعظم اور وزیر خارجہ نے تقریریں کیں۔ جن میں کہا گیا۔ کہ جاپان جرمن اور اٹلی کے ساتھ ہے۔ اور یہ اتحاد مشرقی ایشیا اور یورپ میں نیا نظام قائم کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ برطانیہ اور امریکہ جاپان کا محاصرہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر امریکہ مشرقی ایشیا میں جاپان کی ضروریات اور اس کی پوزیشن کو سمجھ لے۔ تو دونوں میں معاہدہ جلد ہو سکتا ہے۔ مگر اب گفت و شنید میں زیادہ وقت ضایع نہ کیا جائے گا۔ اگر کوئی ایسی بات ہوئی۔ جس سے جاپان کے وقار کو ٹھیس لگی۔ تو وہ مضبوطی اور ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کریگا۔ جرمن اور اٹلی کو ان کی کامیابیوں پر مبارکباد دی گئی۔

وزیر اعظم نے کہا۔ کہ جاپان کو آج ایک نہایت سنجیدہ سوال کا سامنا ہے۔ اور ہمیں ایک ایسا فیصلہ کرنا ہے۔ جو ہماری کئی نسلوں پر اثر انداز ہوگا۔ امریکہ اور برطانیہ میں جاپانی سرمایہ کی ضبطی ایک ایسی اقتصادی ناکہ بندی ہے۔ جس کا اثر جاپانی سلطنت کی شہ رگ پر پڑا ہے۔ اور جس سے ہماری ہستی خطرہ میں پڑ گئی ہے۔ اور یہ ایک ایسی صورت ہے۔ جس کی موجودگی میں ہم کسی طرح زندہ نہیں رہ سکتے۔ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ڈپلومیٹک بات چیت کے ذریعہ مفاہمت ہو جائے۔ مگر نتیجہ کے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن جاپان اس بات کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ کہ اپنی مقدرہ نیشنل پالیسی کو عملی شکل دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے گا۔ اور جاپانی سلطنت کو خوفناک صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

وزیر خارجہ نے جاپان کی خارجہ پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہماری پالیسی کا مقصد ایشیا میں ایک ایسا امن قائم کرنا ہے جو مبنی بر انصاف ہو۔ ہند چینی میں جاپانی فوجوں کے داخلہ کو برطانیہ اور امریکہ نے خواہ مخواہ اپنے لئے خطرہ سمجھ لیا۔ اور اس کے خلاف کارروائیاں کرنے لگے۔

وصیتیں

نوٹ :۔ یہ وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ سکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۵۹۸۵ :۔ میں سید محمد زاہد ولد مولوی سید عبدالرزاق قوم سید پیشہ پنشنر عمر ۵۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن موضع بجرام پور ڈاکخانہ منگھرہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم اگست ۱۹۴۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد غیر منقولہ جو میرے غیر احمدی بھائیوں کیساتھ مشترکہ ہے۔ ۲۰ گونٹھ ہے جسکی قیمت تخمیناً ۲۵۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ میری پنشن مبلغ ۲۲ روپے چار آنے ماہوار ہے۔ میں اپنی جائیداد غیر منقولہ اور پنشن کی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ خاکسار سید محمد زاہد
گواہ شد :۔ سید عبدالحلیم کٹک سکرٹری تبلیغ۔
گواہ شد :۔ سید غلام محمد گولہ سول پور سونگھڑہ سکرٹری وصایا سونگھڑہ ضلع کٹک۔

نمبر ۵۹۸۶ :۔ میں محمود احمد ولد چودہری عنایت اللہ قوم جٹ ہندل پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن بہلول پور ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲ ستمبر ۱۹۴۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ اور میری ماہوار آمد ۱۴۰ روپے ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو تا زندگی ادا کرتا رہونگا۔ نیز یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جو بھی میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
العبد :۔ محمود احمد ... گواہ شد :۔ محمد عبداللہ ... گواہ شد :۔ مرزا ظفر احمد۔

موتی سرمہ :- جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے فی تولہ محصولڈاک علاوہ

اکسیر البدن } دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے۔ جس نے ایک دفعہ استعمال کی۔ وہ مجسم اشتہار بن گیا۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

اکسیر اکبر } طاقت کی لاثانی اور مستقل اثر پیدا کرنے والی دوا ہے۔ جس نے ایک دفعہ استعمال کی۔ وہ ہمیشہ کا گرویدہ ہوگیا۔ جنونی کشتہ عنبر۔ کستوری۔ موتی۔ جندبید ستر وغیرہ کا بےنظیر مرکب ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک بیس روپے (للعہ) محصولڈاک علاوہ

اکسیر بواسیر :- یہ دوا بواسیر جیسی موذی مرض کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصولڈاک علاوہ

موتی دانت پوڈر } دانتوں کی جملہ امراض کے لئے تیر بہدف ہے۔ اس کے استعمال سے دانت موتیوں کی طرح چمکنے لگتے ہیں۔ قیمت سالم شیشی ایک روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم } دو صد بیماریوں کا یہ ایک ہی علاج گویا ہسپتال آپ کی پاکٹ میں اور آپ ڈاکٹروں کی محتاجی سے بے نیاز۔ قیمت سالم شیشی دو روپے چار آنے محصولڈاک علاوہ

رفیق زندگی } گرم مزاج والوں کے لئے مفرح ٹانک۔ طاقت کی عجیب وغریب دوا۔ حقیقی معنوں میں زندگی کی رفیق۔ قیمت پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ

اکسیر معدہ } معدہ کے جملہ عوارض کے لئے اکسیر اعظم غضب کی بھوک لگانے والی۔ جو کھاؤ سو فوراً ہضم قیمت سالم شیشی دو روپے محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر ذیابیطس } ذیابیطس جیسی ظالم مرض کو جڑھ سے اکھیڑنے والی سریع الاثر دوا قیمت سالم کورس دس روپے (للعہ) محصولڈاک علاوہ

قبض کشا گولیاں } قبض سب بیماریوں کی جڑھ ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے یہ گولیاں اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔ قیمت ایک سو گولی دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں } افیون بری بلا ہے اس سے چھٹکارا پانے کیلئے یہ مسلمہ چیز ہے قیمت ڈیڑھ صد گولی دو روپے محصولڈاک علاوہ

اکسیر دمہ } اس ظالم مرض سے خدا کی پناہ۔ انسان زندہ درگور ہو جاتا ہے۔ یہ اکسیر اس موذی مرض کو جڑھ سے اکھاڑ دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصولڈاک علاوہ

اکسیر بچگان } بچوں کے پیٹ کے جملہ عوارض کے لئے اکسیر۔ قیمت دو روپے محصولڈاک علاوہ

مچھر پروف } مچھر اس سے اس طرح بھاگتا ہے۔ جیسے لاحول سے شیطان۔ قیمت سالم شیشی ایک روپیہ چار آنے محصولڈاک علاوہ

ست سلاجیت خالص } ویدک اور یونانی طبیب ہر دو اس کے فوائد کے یکساں معترف ہیں۔ بازار سے ایسی چیز اکیس روپے تولہ پر بھی نہیں ملے گی۔ قیمت ایک چھٹانک ایک روپیہ چار آنے محصولڈاک علاوہ

طلاء بےنظیر } جس نے سب طلاؤں کو مات کر دیا ہے۔ بلحاظ فوائد بےنظیر ہے۔ قیمت ایک تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

پھول بغیر کانٹا } طلاء بےنظیر کے فوائد کے علاوہ اس میں مزید خوبی یہ ہے کہ باندھنے کی ضرورت نہیں۔ قیمت ایک تولہ تین روپے محصولڈاک علاوہ

بال صفا } یہ خوشبودار دوائی ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال باصفائی کمال جڑھ سے دور کر دیتی ہے۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

اکسیر جریان } یہ جریان کے خطرناک عارضہ کا تیر بہدف علاج ہے۔ قیمت صرف تین روپے محصولڈاک علاوہ

آوازِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو!

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں کہ:- "میں نے آپ کے موتی سرمہ کو بیحد مفید پایا"۔

جناب ڈاکٹر رشید احمد صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی ملٹری ہسپتال کلکتہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میرے زیر علاج بیماروں کو اکسیر البدن سے بہت فائدہ ہوا"۔

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میرے ایک بابوس مریض کو جو پچیس سال سے بیمار تھا۔ اکسیر اکبر نے حیرت انگیز فائدہ دیا۔

جناب ملک فقیر اللہ خاں صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس میرٹھ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں مدت سے آپ کی ادویہ استعمال کر رہا ہوں۔ جنہیں میں نے ہمیشہ ہی بہت مفید اور نفع بخش پایا لہذا مندرجہ ذیل ادویہ بذریعہ وی۔ پی جلد ارسال فرمائیے"۔

ملنے کا پتہ :- **منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان - پنجاب۔**

الفضل کا "جوبلی نمبر" مفت

(صرف) ۳۱ دسمبر ۱۹۴۱ء تک

الفضل کا "جوبلی نمبر" جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پچیس سالہ جوبلی کی تقریب سعید پر شائع ہوا تھا۔ اور جس کی کچھ کاپیاں ہمارے پاس موجود ہیں جماعت احمدیہ کی پچیس سالہ ترقیات کا ایمان افروز مرقع ہے۔ بہیں بزرگان سلسلہ اور جماعت کے اہل قلم اصحاب کے نہایت قیمتی مضامین درج ہیں تین درجن کے قریب فوٹو ہیں۔ اور حجم ایک سو آٹھ صفحات ہے۔ اسکی قیمت موجودہ حالات کے لحاظ سے ایک روپیہ ہے۔ لیکن جو دوست سال بھر کے لئے پیشگی رقم دیکر روزانہ "الفضل" کی خریداری قبول فرمائیں گے۔ انہیں یہ نمبر مفت دیا جائیگا اور جو احباب سال کے لئے "الفضل" کے "خطبہ نمبر" کے خریدار بنینگے۔ انہیں یہ جوبلی نمبر صرف ۸ر میں دیا جائیگا۔

یہ رعایت صرف ۳۱ دسمبر ۱۹۴۱ء تک ہوگی

پس جو احباب اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ وہ جلد سے جلد رقم پیشگی ارسال فرمادیں۔

روزانہ "الفضل" کا سالانہ چندہ پندرہ روپیہ ہے۔ اور خطبہ نمبر کا اڑھائی روپیہ۔ خطبہ نمبر کی قیمت ارسال کرتے وقت جوبلی نمبر کی قیمت ۸ر بھی ساتھ ہی ارسال فرمائی جاوے۔

منیجر "الفضل" قادیان

رشتوں کی ضرورت

یہاں ملتان شہر میں کئی ایک اچھے تعلیم یافتہ مخلص احمدی برسر روزگار کنوارے نوجوانوں کے لئے رشتوں کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب مجھ سے خط وکتابت کریں۔

شیخ فضل الرحمن اختر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ملتان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن۔ ۔۔ نومبر۔ جاپان نے وشی گورنمنٹ سے مطالبہ کیا ہے کہ ہند چینی میں اسے مزید پچاس ہزار فوج رکھنے کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ ملکی حفاظت کے لئے یہ ضروری ہے۔ پہلے سمجھوتہ کے مطابق وہ وہاں ۴۵ ہزار فوج رکھ سکتا ہے،

بلباؤ۔ ۱۸ر نومبر (نہر پانامہ کی ایک جگہ) معلوم ہوا ہے کہ بحرالکاہل میں امریکہ کے ایک جہاز پر حملہ کیا گیا۔ جس سے وہ ڈوب گیا۔ خیال ہے کہ حملہ جرمن جہاز نے کیا۔

ماسکو۔ ۱۸ر نومبر۔ جنگ روس کے بارہ میں تازہ ترین خبر یہ ہے کہ لیننگراڈ کے سامنے روسی برابر جوابی حملے کر رہے ہیں اور ایک جگہ انہوں نے جرمنوں کو ان مورچوں سے باہر نکال دیا۔ جن پر وہ گذشتہ دو ماہ سے قابض تھے۔ ماسکو کے محاذ پر جرمن حملہ روک دیا گیا ہے۔ کریمیا میں حالت خطرناک بیان کی جاتی ہے۔

واشنگٹن۔ ۱۸ر نومبر۔ کوئلہ کی بہم رسانی کرنے والی بڑی بڑی کمپنیوں کی کانوں کے مزدوروں نے ہڑتال کردی۔ کیونکہ مالکوں کے ساتھ ان کا سمجھوتہ نہ ہوسکا مسٹر روزویلٹ نے حکم دیا تھا کہ کانوں میں کام بہرحال جاری رہنا چاہیئے۔ مگر اس کی خلاف ورزی کی گئی۔ افواہ ہے کہ کانیں فوج کے کنٹرول میں دیجائیں گی۔ لوہے کی ایک بہت بڑی کمپنی نے اعلان کیا ہے کہ اگر یہ ہڑتال جاری رہی تو مجبوراً اسے بھی کام بند کرنا پڑے گا۔

برلن۔ ۔ ۱۷ر نومبر۔ ہٹلر نے مقبوضہ روس میں اپنی حکومت قائم کردی ہے۔ جرمنی کے ڈائرکٹر آف کلچر اینڈ فلاسفی الفریڈ روزن برگ کو جو نازی پارٹی کا سرکردہ لیڈر اور ہٹلر کا پرانا رفیق ہے مقبوضہ روس کا گورنر مقرر کیا گیا ہے۔

ٹوکیو۔ ۱۷ر نومبر۔ جاپانی وزیر اعظم اور وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جاپان۔ جرمنی اور اٹلی کے ساتھ ہے۔ اور ہر نازک صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے اب ہم زیادہ دیر تک خاموش نہیں رہیں گے۔ اور مشرقی ایشیا میں نیا نظام قائم کرکے رہیں گے۔

دہلی۔ ۱۷ر نومبر۔ محوری ریڈیو سٹیشنوں نے اس خبر کی تصدیق کردی ہے کہ مسٹر بوس جرمنی میں ہیں۔ اور انہوں نے وہاں ہندوستان پر حملہ کے لئے ایک معاہدہ بھی کیا ہے۔ وہ عنقریب ایک تقریر براڈکاسٹ کریں گے۔ جاپان سے مسٹر راش بہاری بوس نے انہیں سلامتی سے برلن پہنچ جانے پر مبارکباد کا تار ارسال کیا ہے۔

لنڈن۔ ۔ ۱۷ر نومبر۔ آج آسٹریلیا کے وزیر اعظم نے ایک انٹرویو میں کہا کہ بحرالکاہل میں آسٹریلیا کو زبردست خطرہ ہے۔ اور کوئی آسٹریلین نہیں کہہ سکتا کہ کب اور کس وقت اسے ملکی حفاظت کے لئے بلایا جائے۔

دہلی۔ ۱۷ر نومبر۔ آج شام وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا خاص اجلاس ہوا اجلاس سے قبل لنڈن سے ایک تار موصول ہوا تھا۔ جس میں مرکزی حکومت کے اس فیصلے کی منظوری دی گئی تھی۔ جس کے رو سے ستیہ آگرہی قیدیوں کو رہا کیا جائیگا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں صوبجاتی حکومتوں کو احکام جاری کئے جا رہے ہیں۔

انقرہ۔ ۔ ۱۷ر نومبر۔ جرمن حلقوں کا بیان ہے کہ یوکرین میں روسی ہوائی جہاز ہٹلر کے ہیڈکوارٹر پر بمباری کرچکے ہیں جس سے کچھ جانی نقصان بھی ہوا۔ ہیڈکوارٹر کسی ایک مقام پر نہیں رہتا۔ ہٹلر کی حفاظت کے لئے خاص فوجی افسر مقرر ہیں۔

انقرہ۔ ۔ ۱۷ر نومبر۔ جرمن سفیر فان پاپن نے ایک پریس انٹرویو میں کہا۔ کہ روسی جنگ گو سخت ہے۔ مگر آخر جرمنی کو فتح ہوگی۔ فتح حاصل کرنے تک جرمنی تھک جائے گا۔ اور اسوجہ سے وہ عارضی صلح کی پیشکش کرے گا۔ جرمنی ترکی کو اس جنگ میں اسی لئے غیر جانبدار رکھنا چاہتا ہے تا عارضی صلح کے لئے اس کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ اس نے مزید کہا۔ کہ برطانیہ کے لئے بہتر یہی ہوگا کہ جرمنی سے صلح کرلے۔ کیونکہ اگر جرمنی کو جنگ کے لئے مجبور کیا گیا۔ تو وہ یورپ کے تمام وسائل برطانیہ کے خلاف استعمال میں لائیگا۔ اور جنگ بہت لمبی ہوجائیگی اگر عارضی صلح کی پیشکش کے بعد بھی جنگ جاری رہی تو ترکی کو اپنے معدنی اور قدرتی ذرائع سے جرمنی کی مدد کرنی پڑے گی۔ باخبر حلقوں کی رائے ہے کہ رِبن ٹراپ ۲۰ر نومبر کو اعلان کریگا کہ جرمنی کا برطانیہ اور امریکہ سے کوئی جھگڑا نہیں۔

جالندھر۔ ۱۷ر نومبر مقامی ڈی اے وی کالج اور اسلامیہ کالج امرتسر کے طلباء میں فٹ بال کا میچ ہوا۔ اور اسی سلسلہ میں ہندو اور مسلم طلباء میں سخت لڑائی ہوگئی۔ لاٹھیاں۔ ہاکیاں اور چاقو آزادانہ استعمال کئے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک ہندو لڑکا مر گیا۔ بعض ہندو مسلم نوجوان زخمی ہوئے۔

دہلی۔ ۱۷ر نومبر۔ یہاں ایک سول ڈیفینس کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں حکومت ہند کے علاوہ صوبجاتی حکومتوں کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر مسٹر رگھوندرا سراؤ ناتھ نے اس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اہل ہند کو ہر قسم کے حالات کے مقابلہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اس وقت جنگ کا خطرہ ہندوستان کی طرف بڑھ رہا ہے اور ہمیں ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ صوبائی حکومتوں کو چاہیئے کہ عوام کو فضائی حملوں سے بچاؤ کے طریق بتائیں۔

ٹوکیو۔ ۱۸ر نومبر جاپانی پارلیمنٹ میں وزیر اعظم کی تقریر کے بعد پالیمنٹ کے ۴۶۶ ممبروں میں سے تین سو نے وزیر اعظم پر اتحاد کا ووٹ پاس کیا۔

دہلی۔ ۱۸ر نومبر۔ آج سنٹرل اسمبلی میں مسٹر جوشی کی سیاسی قیدیوں کی رہائی کے بارہ میں تحریک پیش ہوئی۔ ہوم ممبر نے یقین دلایا۔ کہ حکومت صوبوں کی حکومتوں کے مشورہ سے ان قیدیوں کے بارہ میں سوچ بچار کر رہی ہے۔ لیکن ابھی یہ نہیں بتایا جاسکتا۔ کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ لیکن میں ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ حکومت اس معاملہ میں ہمدردی سے غور کرے گی۔ مسٹر جوشی نے تحریک واپس لے لی۔

واشنگٹن۔ ۱۸ر نومبر۔ امریکہ کے وزیر خارجہ نے آج پھر جاپانی نمائندہ سے بات چیت کی۔ ایک پریس انٹرویو میں آپ نے کہا۔ کہ ابھی نہیں کہا جاسکتا۔ کہ اس کا نتیجہ کیا نکلیگا معلوم ہوا ہے۔ کہ جاپانی وزیر اعظم کی تقریر کا اہل امریکہ پر بہت برا اثر پڑا ہے۔ اور عام طور پر خیال ہے۔ کہ یہ سوال کہ امریکہ و جاپان میں جنگ ہوگی یا نہیں۔ موجودہ بات چیت سے حل نہ ہوسکے گا۔

روم۔ ۱۸ر نومبر۔ ایک اطالوی اعلان میں کہا گیا ہے۔ کہ برطانی ہوائی جہازوں نے نیپلز پر شدید حملے کئے۔

لنڈن۔ ۱۸ر نومبر۔ برطانیہ پر دشمن کے ہوائی جہازوں نے معمولی حملہ کیا۔ ایسٹ انگلیا میں کچھ بم گرائے گئے۔ بعض مکانوں کو نقصان پہنچا۔

دہلی۔ ۱۸ر نومبر۔ آج کونسل آف سٹیٹ میں پنڈت کنزرو کی یہ تجویز منظور ہوگئی کہ ہندوستانی بحری بیڑے کے لئے جتنے ہندوستانی نوجوان مل سکیں۔ بھرتی کر لئے جائیں۔ جنرل ویول نے حکومت کی طرف سے اسے منظور کرلیا۔

دہلی ۱۸ر نومبر سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ اس ماہ کے آخر اور دسمبر کے پہلے ہفتہ میں حاجیوں کے مزید جہاز بھیجے جانے کا انتظام کردیا گیا ہے۔ کراچی سے بھی دسمبر کے پہلے ہفتہ میں جہاز جائیں گے۔

برلین ۱۸ر نومبر۔ نازی ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ مارشل گوئرنگ کے دست راست جنرل اودٹ سے اتفاقیہ طور پر بندوق چل جانے سے ہلاک ہوگئے۔ آپ گذشتہ جنگ میں ایک اچھے ہوا باز مانے گئے تھے۔ پچھلے دنوں کہا گیا تھا کہ انہوں نے خودکشی کرلی ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی